JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 17, Issue: 02, January – Jun 2024

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

منشور حقوق انسانی اور عہد نبوی و خلافت راشدہ: تقابلی مطالعہ

The Manifesto of Human Rights and the Covenant of the Prophet and the Khilafah Rashidah: A comparative study

Dr Ashfaq Ahmed
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.
Dr. Muhammad Abdus Salam Sabir
Associate Professor, Department of Islamic Studies,
Government Graduate College, Dera Ghazi Khan., Pakistan.

ABSTRACT

Islam is the first conveyor of human rights. The Qur'an and the autobiography of the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) are the foundations of human rights. The Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) gave teachings related to human rights on various occasions and showed kindness to human beings and gave people their original rights which humanity was deprived of for a long time. These rights cover all aspects of human life and all classes of people. Even after the departure of the Holy Prophet, when the Rashidah Caliphate began, the process of protecting and respecting human rights continued with full dignity. The Universal Declaration of Human Rights (UDHR) which is being discussed now a days, all the rights related to the individual are the counterfeits of the rights granted by Islam fourteen hundred years ago. The United Nations has not introduced any additional human rights in its UDHR. One of the objectives of the United Nations is the establishment and protection of fundamental human rights without discrimination.

Keywords: *UDHR, Islam, Human Rights, Prophet, Humanity, United Nation*

تعارفِ موضوع

اسلام حقوقِ انسانی کا اولین علمبردار ہے۔ قرآن اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت حقوقِ انسانی کا مرقع ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف مواقع پر حقوقِ انسانی سے متعلقہ تعلیمات دیں اور انسانوں سے حسن سلوک کرکے دکھایا اور

CC BY

لوگوں کو ان کے اصل حقوق عطا کیے جن سے انسانیت ایک عرصہ سے محروم تھی۔ یہ حقوق انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں اور تمام طبقات انسانی پر محیط ہیں۔ آپؐ کے وصال کے بعد جب خلافت راشدہ کا آغاز ہوا تو بھی حقوقِ انسانی کی حفاظت اور احترام کا سلسلہ پورے تزک واحتشام سے چلتا رہا۔

اسلام کے تصورِ حقوق اور UDHR میں فرق صرف یہ ہے کہ اول الذکر کے پیچھے قوتِ نافذہ ہے اور اس پر ہر دور میں عمل ہوتا رہا ہے اور اب بھی ہو رہا ہے جبکہ مؤخر الذکر کے پاس نہ تو قوتِ نافذہ ہے اور نہ ہی کسی دور میں اس پر عمل ہوا ہے۔ اقوام متحدہ کے ممبران ممالک کے لیے اس منشور پر عمل کرنا اخلاقی طور پر لازم ہے مگر عملاً اس کا نفاذ نہیں ہو رہا۔

آج جس منشور حقوقِ انسانی(Universal Declaration of Human Rights "UDHR") کا چرچا ہے اس میں فرد سے متعلق جو بھی حقوق بیان ہوئے ہیں وہ چودہ سو سال پہلے اسلام کے عطا کردہ حقوق کا چربہ ہیں۔ اقوام متحدہ نے اپنے UDHR میں کوئی نئے حقوقِ انسانی متعارف نہیں کروائے۔ اقوامِ متحدہ کے مقاصد میں سے ایک مقصد بنیادی انسانی حقوق کا بلا تفریق قیام اور حفاظت ہے۔ چنانچہ جنرل اسمبلی کی قرار داد نمبر (iii)،A 217 کے تحت ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو انسانی حقوق کے عالمی منشور کا اعلان کیا گیا۔

Article 1:

> All human beings are born free and equal in dignity and rights. They are endowed with reason and conscience and should act towards one another in a spirit of brotherhood.

”تمام انسان آزاد پیدا ہوئے ہیں اور وقار و حقوق کے معاملہ میں مساوی الحیثیت ہیں“

اسلام تو آیا ہی انسانوں کو آزادی دلانے کے لیے ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر غلام کی آزادی کے احکامات موجود ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے عملاً بہت سے غلاموں کو آزاد کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو آزاد کرنے کے بعد اپنا متبنیٰ بنایا۔ خلافت راشدہ میں فرد کو مکمل آزادی تھی۔ یہاں تک کہ مفتوحین کو ہر قسم کی آزادی اور حقوق عطا کیے جاتے تھے۔ حضرت عمرؓ مشہور غلام حضرت بلالؓ کو سیدنا بلال کہہ کر پکارتے تھے۔[1] رب جیسے طبقاتی معاشرے میں یہ انقلاب اسلامی تعلیمات کے سبب ہی برپا ہوا تھا۔

مصر کے گورنر عمرو بن العاصؓ کے بیٹے نے ایک عام آدمی کو مارا تو اس کی آزادی اور عزت کی حفاظت کے لیے حصرت عمرؓ نے بر سرِ عام گورنر کے بیٹے کو پٹوایا اور ثابت کیا کہ کسی کی عزت اور آزادی کو پامال نہیں کیا جاسکتا۔[2]

آج کسی جگہ ایسی آزادی اور عزت وو قار کے حقوق حاصل نہیں ہیں جن کا اعلان UDHR میں کیا گیا ہے۔

Article 2:

.1 Everyone is entitled to all the rights and freedoms set forth in this Declaration, without distinction of any kind, such as race, colour, sex, language, religion, political or other opinion, national or social origin, property, birth or other status .

.2 Furthermore, no distinction shall be made on the basis of the political, jurisdictional or international status of the country or territory to which a person belongs, whether it be mdependent, trust, non-self-governing or under any other limitation of sovereignty .

"ہر فرد نسل، رنگ، جنس، مذہب، سیاسی یا دوسرے نظریات، قومی و سماجی حیثیت، املاک، پیدائش یا کسی اور حیثیت اور کسی بھی قسم کے امتیاز کے بغیر اس منشور میں صراحت کردہ تمام حقوق اور آزادیوں کا مستحق ہو گا"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برملا اعلان فرمادیا تھا:

"لافضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لأسود علی الاحمر ولا لأحمر علی اسود الا بالتقویٰ الناس من آدم وآدم من تراب"[3]

"کسی عربی کو عجمی اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں اور کسی کالے کو گورے پر اور کسی گورے کو کالے پر سوائے تقویٰ کے کوئی فضیلت نہیں۔ سب آدم سے ہیں اور آدم مٹی سے ہیں"

یہی سبب تھا کہ خلافت راشدہ میں سب لوگوں کے حقوق برابر تھے۔ یہاں تک کہ خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق بارِ خلافت سنبھالنے کے بعد بھی عام آدمی کی طرح اپنا روزگار کمانے کے لیے باہر نکلے۔ اور ایک غریب عورت کی بکریوں کا دودھ دوہتے رہے۔ یہ سماجی اعتبار سے برابری کے عملی ثبوت ہیں۔[4]

خلیفہ چہارم حضرت علیؓ کے پاس دو عورتیں مالی تعاون حاصل کرنے کے لیے آئیں تو آپ نے دونوں کو برابر دیا حالانکہ ان میں سے ایک قریش کی آزاد عورت تھی جبکہ دوسری قبطی لونڈی تھی اور فرمایا کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق میں دونوں میں کوئی فرق نہیں سمجھتا۔[5] یہ دفعہ بھی خلافت راشدہ میں عملاً نافذ تھی۔ مگر آج اس کا اعلان کرنے والے اس پر عمل پیرا نہیں ہیں۔

Article 3:

Everyone has the right to life, liberty and security of person.

"ہر فرد کو زندہ رہنے، آزاد رہنے اور اپنی جان کی حفاظت کرنے کا حق ہے"

زندگی اور آزادی کا حق بھی اسلام کا عطا کردہ ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"السملم علی المسلم حرام دمہ ومالہ وعرضہ"[6]

"ایک مسلمان کا خون، مال اور جان دوسروں پر حرام ہے"

اس کا مطلب یہ نہیں کہ غیر مسلم کی جان و مال حرمت والی نہیں ہے بلکہ اس کے متعلق بھی اسلامی تعلیمات اور اس کے عملی

نفاذ کے ثبوت موجود ہیں۔

ایک مسلمان نے ایک ذمی کو قتل کر دیا تو حضرت عمرؓ نے اس مسلمان کو مقتول کے ورثاء کے حوالے کر دیا کہ وہ اسے قتل کر دیں۔ ایک غیر مسلم کے کھیتوں میں اسلامی فوج گزری اور اسکی فصل تباہ ہو گئی تو حضرت عمر نے اسے دس ہزار درہم معاوضہ ادا کیا۔[7] مختصر یہ کہ حق بھی عملاً چودہ سو سال پہلے سے نافذ العمل ہے۔ UDHR کے علمبردار آج مسلمانوں کی بستیوں پر کارپٹ بمباری کر کے اس کی نسلوں کو تباہ کر رہے ہیں اور اسکی آزادی کو غلامی میں بدل رہے ہیں۔ پھر بھی نہایت ڈھٹائی کے ساتھ مسلمانوں کو دہشت گرد اور غاصب قرار دیتے ہیں۔

Aritcle 4:

> No one shall be held ini slavery or servitude; slavery and the slave trade shall be prohibited in all their forms.

"کسی بھی شخص کو نہ غلام بنایا جائے گا اور محکوم رکھا جائے گا۔ غلامی اور غلاموں کی تجارت کی ہر شکل ممنوع ہو گی"

اس کے برعکس آج صورت حال یہ ہے کہ فرد کی آزادی کا نعرہ لگانے والے قوموں کو غلام بنا رہے ہیں جبکہ اسلام نے غلامی کے خاتمہ کے لیے عملی اقدامات کیے جن کا عملی مظاہرہ عہد نبوت و خلافتِ راشدہ میں ہو چکا ہے۔ اس معاشرے میں غلامی کا رواج عام تھا جسے اسلام نے بتدریج مکمل ختم کر دیا۔ یہی سبب تھا کہ خلفائے راشدین کے پاس جو غلام تھے انہیں بھی اپنے برابر ہی حقوق عطا کرتے تھے۔ مثلاً حضرت عمرؓ کا غلام اسلم موجود بھی ہوتا آپؓ اس سے خدمت لینے کی بجائے اپنا کام خود کرتے اور دلیل دیتے کہ قیامت کے روز تم میرا بوجھ نہیں اٹھاؤ گے۔ بیت المقدس میں داخلے کے وقت آپؓ کا غلام سوار تھا اور خود اونٹ کی مہار پکڑے پیدل چل رہے تھے۔

Aritcle 5:

> No one shall be subjected to torture or to cruel, inhuman or degrading treatment or punishment.

"کسی بھی شخص کو تشدد، ظلم وستم، غیر انسانی اور توہین آمیز سلوک یا سزا کا نشانہ نہیں بنایا جا سکے گا"

یہ اسلامی تعلیمات ہیں، اسلام مذکورہ بالا کسی چیز کو پسند نہیں کرتا۔ اسلامی تعلیمات ہی کی بدولت خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ نے یزید بن ابی سفیان کی قیادت ہونے والے لشکر کو اور اسامہ بن زید کی قیادت میں جانے والے لشکر کو ہر قسم کے ظلم و تشدد سے باز رہنے کی تاکید کی تھی۔ آپؓ نے حکماً فرمایا کہ کسی ایسے شخص کو جو جنگ کا حصہ نہیں ہے قتل نہ کیا جائے، عورتوں، بچوں، بوڑھوں، معذوروں اور مذہبی لوگوں سے تعرض برتنے کی ہدایات بھی دیں۔ اسی طرح مقتولین کا مثلہ نہ کرنے کی بھی ہدایات دیں۔[8]

اس منشور کے مرتبین ہی آج اس کی خلاف ورزی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ عراق، افغانستان، فلسطین، گوانتانوموبے میں یہ

سب ظلم ہو رہے ہیں مگر اقوام متحدہ خاموش تماشائی ہے۔

Aritcle 6 & 7:

> All are equal before the law and are entitled without any discrimination to equal protection of the law. All are entitled to equal protection against any discrimination in violation of this Declaration and against any incitement to such discriminatin.

> ”ہر فرد کو قانون کی نظر میں بحیثیت فرد ایک تسلیم شدہ حیثیت حاصل ہو گی۔ قانون کی نگاہ میں سب کی حیثیت مساوی ہو گی اور انہیں کسی امتیاز کے بغیر یکساں قانونی تحفظ حاصل ہو گا“

یہ دونوں دفعات بھی اسلامی تعلیمات سے لی گئی ہیں۔ سب سے پہلے یہ اعلان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ”اگر فاطمہ بنت محمد چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا“۔[9]

بحیثیت فرد قانونی مساوات کی بہت سی عملی مثالیں خلافتِ راشدہ میں موجود ہیں۔ خلیفہ ہونے کے باوجود حضرت عمرؓ قاضی کی عدالت میں مدعیٰ علیہ کے طور پر پیش ہوئے، فیصلہ آپ کے خلاف ہوا اور آپ نے اسے تسلیم کیا۔ خلیفہ چہارم حضرت علی ایک یہودی کے ساتھ عدالت میں مدعی کے طور پر پیش ہوئے اور یہاں بھی فیصلہ خلیفہ وقت کے خلاف ہوا اور اسے تسلیم کیا گیا۔ جبکہ قانونی مساوات کا نعرہ لگانے والے اس شق پر عمل کرنے اور کروانے سے قاصر ہیں۔ یہ شق بھی اسلامی تعلیمات سے لی گئی ہے۔ جس پر صرف مسلمان ہی عمل پیرا ہیں۔ پھر بھی غیر مساوی سلوک کے الزامات مسلمانوں پر عائد کیے جاتے ہیں۔

Aritcle 8:

> Everyone has the right to an effective remedy by the competent national tribunals for acts violating the fundamental rights granted him by the constitution or by law.

> ”ہر فرد کو آئین یا قانون کے ذریعے ملنے والے بنیادی حقوق کے منافی قوانین کے خلاف بااختیار قومی ٹربیونل کے ذریعہ مؤثر چارہ جوئی کا حق حاصل ہو گا“

دنیا بھر میں حقوقِ انسانی پامال ہو رہے ہیں۔ لوگ ماورائے عدالت قتل کیے جا رہے ہیں۔ ماورائے عدالت لوگوں کو گرفتار کر کے غائب کر دیا جاتا ہے اور کہیں کوئی بااختیار قومی ٹربیونل کا وجود نہیں ہے۔ اس صورت حال میں لوگوں کو انصاف کہاں سے مل سکتا ہے؟ اس شق کا عملی نفاذ بھی کہیں نہیں ہے۔

خلافتِ راشدہ میں بنیادی انسانی حقوق کے منافی کسی قانون کے وجود میں آنے کا تصور بھی محال تھا۔ کیونکہ وہاں قانون اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو گردانا جاتا تھا۔ اس کے منافی کوئی قانون نہیں ہو سکتا تھا۔ خلفائے راشدین ہر معاملے میں انہیں دو بنیادی مآخذ سے راہنمائی لیا کرتے تھے۔ کسی بھی بنیادی حق کی پامالی کے سلسلہ میں لوگوں کو قانونی کارروائی کا حق حاصل تھا۔ کسی بھی شکایت کی صورت میں نقصانات کا ازالہ بھی انصاف سے کیا جاتا تھا۔

Aritcle 9:

No one shall be subjected to arbirtrary arrest, detention or exile.

"کسی شخص کو بلا جواز گرفتاری، نظر بندی یا جلاوطنی کی سزا نہیں دی جاسکے گی"

بنظر غائر دیکھا جائے تو یہ دفعہ بھی اسلامی تعلیمات کا ہی حصہ ہے۔ اسلام کسی صورت میں اس قسم کی زیادتی کی اجازت نہیں دیتا۔ خلفائے راشدین کے عہد زریں پر نظر ڈالی جائے تو ایسی کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ بلا جواز کسی کو اس طرح کی سزا دی گئی ہو۔ البتہ کسی جرم کے سلسلے میں سزائیں دی جاتی تھیں۔ جیسا کہ اس دفعہ میں واضح ہے کہ کسی جرم کے تحت سزا دی جاسکتی ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: یہ داڑھی ضرور اس سر کے خون سے رنگی جائے گی۔ لوگوں نے کہا یا امیر المومنین ہمیں قاتل کی خبر دیجئیے ہم اس کے پورے خاندان کو ہلاک کر دیں گے۔ آپؓ نے فرمایا: تب تم میری وجہ سے قاتل کے علاوہ کسی اور کو قتل کر دو گے۔[10] یعنی آپؓ نے بلا جواز کسی کو سزا دینے کی اجازت نہیں دی۔ اس شق کے تناظر میں اگر عصری رجحان دیکھا جائے تو آج اس دفعہ کی خوب خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ ایسے لوگوں کو بھی پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے جو مخصوص لوگوں کے ناپسندیدہ افراد کا علاج معالجہ کرنے کا "جرم" کرتے ہیں۔ حالانکہ اسلام تو یہ تعلیم دیتا ہے کہ جس نے ایک فرد کی جان بچائی گویا اس نے پوری انسانیت کو بچالیا لیکن اسے بھی جرم تصور کیا جاتا ہے۔

Aritcle 10:

Everyone is enttitled in full equality to a fair and public hearing by an independent and impartial tribunal, ini the determination of his rights and obligations and of any criminal charge against him.

"ہر شخص کو اپنے بنیادی حقوق و فرائض کے تعین یا اپنے خلاف عائد کردہ الزامات سے براءت کے لیے آزاد و خود مختار اور غیر جانبدار ٹربیونل میں کھلی اور منصفانہ سماعت کا یکساں حق حاصل ہو گا"

دیگر حقوق کی طرح یہ حق بھی اسلام کا عطا کردہ ہے۔ حضرت علیؓ کی زرہ چوری ہوئی تو انہیں مجرم کا مکمل علم تھا۔ لیکن خلیفہ ہونے کے باوجود اس کے خلاف ماورائے عدالت کوئی کارروائی نہ کی بلکہ اس کے خلاف عدالت میں دعویٰ دائر کیا اور مدعیٰ علیہ کو مکمل صفائی کا حق دیا گیا اور گواہان کی عدم دستیابی کے باعث خلیفہ وقت کے خلاف فیصلہ ہو گیا۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اس دفعہ پر بھی خلفائے راشدین نے عمل کر کے دکھایا ہے۔[11]

موجودہ دور میں دیکھا جائے تو عراق پر مہلک ہتھیار رکھنے کا محض الزام لگا کر حملہ کرنے والوں کو اقوام متحدہ نے کارروائی سے منع نہیں کیا اور نہ ہی عراقی صدر کو اپنے اوپر لگنے والے الزامات سے براءت کا موقع دیا۔ بلکہ اس کے ملک پر حملہ کر کے لاکھوں معصوم افراد کو قتل کر دیا اور اقتصادی طور پر اس ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ بعد میں ان کے اپنے ہی نمائندوں نے تصدیق کر دی کہ عراق پر حملے کے لیے جن الزامات کو بنیاد بنایا گیا تھا وہ سب غلط تھے۔ اس صورت حال کے باوجود بھی یہی

امریکہ اور اقوام متحدہ حقوق انسانی کے علمبر دار ہیں۔ اور مظلومین پر حقوق انسانی کو پامال کرنے کا الزام بھی عائد کیا جاتا ہے۔

Aritcle 11:

> .1 Everyone charged with a penal offence has the right to be presumed innocent until proved guilty according to law in a public trial at which he has had all the guarantees necessary for his defence.
>
> .2 No one shall be held quilty of any penal offence on account of any act or omission which did not constitute a penal offence, under national or international law, at the time when it was committed. Nor shall a heavier penalty be imposed than the one that was applicable at the time the penal offence was committed.

> "۱۔ کسی تعزیری جرم کی صورت میں ہر فرد کو اس وقت تک بے قصور سمجھے جانے کا حق حاصل ہو گا جب تک ایسی کھلی عدالت میں اسے قانون کے مطابق مجرم ثابت نہ کر دیا جائے جہاں اسے اپنی صفائی کی تمام ضمانتیں فراہم کی گئی ہوں۔
>
> ۲۔ کسی فرد کو کسی ایسے ارادی یا غیر ارادی فعل کی بنا پر قابل تعزیر جرم کا مرتکب قرار نہیں دیا جا سکتا جو فی الواقع قومی یا بین الاقوامی قانون کے تحت قابل تعزیر نہ ہو۔"

یہ دفعہ کسی شخص کو اس وقت تک بے قصور سمجھنے پر زور دیتی ہے جب تک کہ اس کا جرم ثابت نہ ہو جائے لیکن آج صورت حال یہ ہے کہ دنیا کے خود سر حکمران اور انسانی حقوق کے ٹھیکے دار اسے ماننے پر ہر گز تیار نہیں۔

Aritcle 12

> No one shall be subjected to arbitrary interference with his privacy, family, home or correspondence, nor to attacks upon his honour and reputation. Everyone has the right to the protection of the law against such interference or attacks.

> "کسی فرد کی خلوت، گھریلو زندگی، خاندانی امور اور خط و کتابت میں مداخلت نہیں کی جائے گی اور نہ اس کی عزت و آبرو پر حملہ کیا جائے گا"

اسلام نے ہر شخص کی عزت و آبرو کے تحفظ کا حکم دیا۔ عزت و آبرو کے تحفظ کے سلسلے میں اسلام کا باقاعدہ قانون ہے جسے حد قذف کہا جاتا ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

> ''وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاء فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَداً وَأُوْلَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ''[12]

> "اور جو لوگ پرہیز گار عورتوں کو بدکاری کا عیب لگائیں اور اس پر چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسی (80) کوڑے مارو اور کبھی ان کی شہادت قبول نہ کرو اور وہ فاسق لوگ ہیں"

احادیث مبارکہ میں بھی قذف کے بارے میں سخت وعیدیں آئیں ہیں۔

> "حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات تباہ کن چیزوں سے بچو۔ صحابہؓ نے عرض کیا، یا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ سات چیزیں کون سی ہیں؟ فرمایا اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، جادو، اس جان کا قتل جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ، سود خوری، یتیم کا مال کھانا، میدان جنگ سے معرکہ آرائی کے دن فرار اختیار کرنا اور پاک دامن مومن وسادہ لوح عورتوں پر تہمت لگانا"[13]

سید ابوالاعلیٰ مودودی اس آیت کے ذیل میں رقمطراز ہیں:

"اس حکم کا منشا یہ ہے کہ معاشرے میں لوگوں کی آشنائیوں اور ناجائز تعلقات کے چرچے قطعی طور پر بند کر دیئے جائیں، کیونکہ اس سے بے شمار برائیاں پھیلتی ہیں، اور ان میں سب سے بڑی برائی یہ ہے کہ اس طرح غیر محسوس طریقے پر ایک عام زناکارانہ ماحول بنتا چلا جاتا ہے۔ ایک شخص مزے لے کر کسی کے صحیح یا غلط گندے واقعات دوسروں کے سامنے بیان کرتا ہے دوسرے اس میں نمک مرچ لگا کر اور لوگوں تک انہیں پہنچاتے ہیں اور ساتھ ساتھ کچھ مزید لوگوں کے متعلق بھی اپنی معلومات یا بدگمانیاں بیان کر دیتے ہیں۔ اس طرح نہ صرف یہ کہ شہوانی جذبات کی ایک عام رو چل پڑتی ہے بلکہ برے خیالات رکھنے والے مردوں اور عورتوں کو یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ معاشرے میں کہاں کہاں ان کیلئے قسمت آزمائی کے مواقع موجود ہیں۔ شریعت اس چیز کا سدباب پہلے ہی قدم پر کر دینا چاہتی ہے۔ ایک طرف وہ حکم دیتی ہے کہ اگر کوئی زنا کرے اور شہادتوں سے اس کا جرم ثابت ہو جائے تو اس کو وہ انتہائی سزا دو جو کسی اور جرم پر نہیں دی جاتی اور دوسری طرف وہ فیصلہ کرتی ہے کہ جو شخص کسی پر زنا کا الزام لگائے وہ یا تو شہادتوں سے اپنا الزام ثابت کرے ورنہ اُس پر اسی (80) کوڑے برسا دو تا کہ آئندہ کبھی وہ اپنی زبان سے ایسی بات بلا ثبوت نکالنے کی جرأت نہ کرے"[14]

مفسرین اور فقہا کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سورۃ نور کی آیت نمبر ۴ میں رمی سے مراد زنا کی تہمت لگانا ہے اور سنت سے اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی پر شریک بن لحمساء کے ساتھ زنا کی تہمت لگائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار گواہ لے آؤ جو تیری بات کی تصدیق کریں ورنہ تیری پیٹھ پر حد ہے۔[15]

اب اگر کسی شخص نے کسی پر کسی دوسرے گناہ کی تہمت لگائی تو بالاجماع حد قذف (تہمت لگانے کی سزا) اس پر لازم نہ ہو گی بلکہ حاکم حسب صوابدید اس کو تعزیر کر سکتا ہے۔[16] اس طرح آیت میں اگرچہ الفاظ یرمون المحصنت "پاک دامن عورتوں پر الزام لگائیں" استعمال ہوئے ہیں لیکن فقہا اس بات پر متفق ہیں کہ حکم صرف عورتوں ہی پر الزام لگانے تک محدود نہیں ہے بلکہ پاک دامن مردوں پر بھی الزام لگانے کا یہی حکم ہے۔ اسی طرح اگرچہ الزام لگانے والوں کیلئے یرمون مذکر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے لیکن یہ صرف مردوں ہی کیلئے خاص نہیں ہے بلکہ عورتیں بھی اگر جرم قذف کی مرتکب ہوں تو وہ اسی حکم کی سزاوار ہو نگی۔[17]

حد قذف کے اجراء کی ایک شرط تو یہ ہے کہ مقذوف مطالبہ کرے کیونکہ بدنامی اور عار دور کرنے کے نقطہ نظر سے یہ اس کا حق ہے اور دوسری شرط یہ ہے کہ مقذوف محصن (پاک دامن، عاقل، بالغ) ہو کیونکہ آیت میں محصنات کی قید ہے۔ بدایۃ المجتہد

میں ہے کہ فقہا کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس قذف میں حد واجب ہے اس کی دو شکلیں ہو سکتی ہیں۔ پہلی یہ کہ مجرم متضرر پر زنا کی تہمت لگائے دوسری یہ کہ وہ اس کے نسب کا انکار کرے بشرطیکہ اس کی ماں آزاد مسلمان عورت ہو اگر اس کی ماں کافر ہو یا لونڈی ہو تو اس بارے میں فقہا کے درمیان اختلاف رائے ہے۔ امام مالک کہتے ہیں کہ پھر بھی حد واجب ہے۔ خواہ مقذوف کی ماں آزاد ہو یا لونڈی، مسلمان ہو یا کفر، ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ اگر اس کی ماں لونڈی ہو یا کتابی عورت ہو تو اس پر حد واجب نہ ہو گی۔[18] مزید یہ کہ جرم قذف قابل راضی نامہ (Compoundable Offence) نہیں۔ مقذوف دعویٰ لے کر نہ آئے تو یہ الگ بات ہے لیکن معاملہ عدالت میں آجانے کے بعد قاذف کو مجبور کیا جائیگا کہ وہ اپنا الزام ثابت کرے اور ثابت نہ کرسکنے پر اس پر حد جاری کی جائے گی۔[19]

خلفائے راشدین نے ان تمام امور پر عمل کر کے دکھایا۔ قرآن نے یہ تعلیم دی ہے کہ لوگوں کی جاسوسی نہ کی جائے تو خلفاء راشدین اس پر عمل پیرا تھے۔ اس سلسلے میں حضرت عمرؓ کا ایک واقعہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ آپؓ حسبِ معمول رات کے وقت لوگوں کے حالات معلوم کرنے کے لیے نکلے اور ایک گھر میں چراغ جلتا ہوا دیکھا۔ قریب گئے تو معلوم ہوا کہ لوگ شراب پی رہے ہیں۔ صبح ہوئی تو اس شخص سے پوچھا کہ تم اور تمہارے ساتھی شراب پی رہے تھے اس نے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا تو آپ نے بتایا کہ میں نے خود دیکھا تھا۔ اس نے کہا کیا اللہ نے جاسوسی سے منع نہیں کیا؟ تو حضرت عمرؓ نے یہ جواب سن کر مزید کارروائی سے باز رہے۔[20] ثابت ہوا کہ خلفائے راشدین لوگوں کے خلوت کے معاملات میں دخیل نہیں ہوتے تھے۔

Aritcle 13

.1 Everyone has the right to freedom of movement and residence within the borders of each State.

.2 Everyone has the right to leave any country, including his own, and to return to his country.

"ا۔ ہر فرد کو اپنی حدود یا ریاست میں نقل و حرکت اور رہائش کی مکمل آزادی حاصل ہو گی۔

۲۔ ہر فرد کو بیرون ملک جانے اور اپنے ملک میں واپس آنے کا حق حاصل ہو گا"

اسلام اس سلسلہ میں ہر قسم کی آزادی فراہم کرتا ہے اور کسی شخص پر آنے جانے کی کوئی پابندی عائد نہیں کرتا۔

Aritcle 14

.1 Everyone has the right to seek and to enjoy in other countries asylum from persecution.

.2 This right may not be invoked ini the case of prosecutinos genuinely arising from non-political crimes or from acts contrary to the purposes and principles of the United Nations.

"ا۔ ہر فرد کو ظلم و تشدد سے بچنے کے لیے دوسرے ممالک میں پناہ لینے کا حق حاصل ہو گا۔

۲۔ غیر سیاسی جرائم یا اقوام متحدہ کے اصول مقاصد کے منافی اعمال کے سلسلہ میں مقدمات سے بچنے کے لیے یہ حق

قابل استعمال نہیں ہو گا"

امان دینے کے ارکان تین ہیں:

1. امان دینے والا
2. جسے امان دی جائے
3. وہ الفاظ جن سے امان دی جائے

ضروری ہے کہ امان دینے والا عاقل، بالغ اور صاحب اختیار مسلمان ہو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ مرد ہے یا عورت یا آزاد غلام۔[21] عورت کی امان صحیح ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب نے اپنے شوہر ابو العاص بن الربیع کو امان دی جسے آپ نے بر قرار رکھا۔[22] مسلمان غلام کا امان دینا بھی صحیح ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ مسلمان غلام مسلمانوں ہی میں سے ہے اور اس کی امان مسلمانوں کی امان ہے۔[23] خلافتِ راشدہ میں کسی شخص پر کوئی ظلم و تشدد نہیں ہوتا تھا کہ لوگوں کو دوسرے ممالک میں پناہ لینی پڑی۔ البتہ دوسرے علاقوں سے لوگ اسلامی ریاست میں امن امان کے حصول کی خاطر آیا کرتے تھے۔ لہٰذا خلافتِ راشدہ میں اس پر بھی عمل ہوتا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں بطریق بنیامین جو رومی دورِ حکومت میں جلاوطن ہو گیا تھا۔ اسلامی حکومت آنے کے بعد واپس آیا اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت عمرؓ کے حکم سے اسے عزت بخشی۔[24]

Aritcle 15

.1 Everyone has the right to a natinality.

.2 No one shall be arbitrarily deprived of his natinality nor denied the right to change his nationality.

"۱- ہر فرد کو شہریت حاصل کرنے کا حق ہو گا۔

۲- کسی فرد کو بلاجواز اس کی شہریت سے محروم نہیں کیا جائے گا اور نہ شہریت کی تبدیلی کا حق سلب کیا جائے گا"

عہد نبوی ہو یا عہد خلافت راشدہ کسی شخص پر اسی طرح کی کوئی پابندی نہیں تھی۔ ہر شخص آزاد تھا۔ کسی کو آنے جانے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی۔

Aritcle 16

.1 Men and women of full age, without any limitation due to race, nationality or religion, have the right to marry and to found a family. They are entitled to equal rights as to marriage, during marriage and at its dissolutin.

.2 Marriage shall be entered into only with free and full consent of the intending spouses.

.3 The family is the natural and fundamental group until of society and is entitled to protection by soceity and the State.

"۱۔ ہر بالغ مرد اور عورت کو بلاامتیاز نسل، شہریت یا عقیدہ شادی کرنے اور گھر بسانے کا حق حاصل ہو گا۔

۲۔شادی زن وشوہر کی آزادانہ مرضی ومنظوری سے ہو گی۔

۳۔خاندان، معاشرہ کا بنیادی اور فطری یونٹ ہے جو ریاست اور معاشرہ کی طرف سے مکمل تحفظ کا مستحق ہے"

اسلام نے ہر مرد اور عورت کو اپنی پسند کی اجازت دی ہے۔ بلکہ اگر کسی لڑکی کا بچپن میں رشتہ طے ہو جائے تو اسلام نے اسے اجازت دی ہے کہ بلوغت کے بعد چاہے تو اسے قائم رکھے اور چاہے تو ختم کر دے۔ اسی طرح اسلام نے نکاح کا حکم دیا ہے۔ اس سلسلہ میں کسی نسل یا رنگ کی کوئی قید نہیں ہے بلکہ لونڈیوں تک کو بیوی کی حیثیت دینے کی اجازت ہے۔ کسی باپ کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ لڑکی کی رضامندی کے بغیر اس کا نکاح کرے۔ نکاح کے موقع پر مرد وزن دونوں کی رضامندی پوچھی جاتی ہے۔ اسی طرح خاندان جو معاشرہ کی بنیادی اکائی ہے اسے مکمل تحفظ بھی فراہم کیا جاتا ہے۔

Aritcle 17

.1 Everyone has the right to own property alone as well as in association with others.

.2 No one shall be arbitrarily deprived of his property.

"ا۔ ہر فرد کو تنہا یا دوسروں کے ساتھ مل کر جائیداد رکھنے کا حق ہو گا۔

۲۔ کسی کو بلا جواز اس کی ملکیت سے محروم نہیں کیا جائے گا"

اسلام نے نجی ملکیت کے حق کو تسلیم کیا ہے۔ خلفائے راشدین کے دور میں لوگوں کے پاس ذاتی جائیدادیں موجود تھیں۔ کسی شخص کو اس جائیداد سے محروم نہیں کیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک بار حضرت عمرؓ نے مسجد نبوی کی توسیع کا پروگرام بنایا تو حضرت عباس کا مکان اس میں رکاوٹ تھا تو آپ نے ان سے وہ جگہ خریدنے کی گذارش کی، زبردستی اسے مسجد میں شامل نہ کیا۔[25] اسی طرح حضرت عثمان نے جب مسجد نبوی میں توسیع کا ارادہ کیا تو بھی ایسی ہی صورت حال تھی لیکن انہوں نے بھی کسی سے زبردستی زمین نہ لی بلکہ زمین خرید کر مسجد میں شامل کی۔

Aritcle 18

Everyone has the right to freedom of thought, conscience and religion; this right includes freedom to change his religion or belief, and freedom, either alone or in community with others and in public or private, to manifest his religion or belief in teaching, practice, worship and observance.

"ہر فرد کو فکر وخیال، ضمیر اور عقیدے کی آزادی حاصل ہو گی اور اس حق میں تبدیلیٔ عقیدہ، اظہارِ عقیدہ، تبلیغِ عقیدہ اور عبادت کا حق بھی شامل ہے"

اسلامی تعلیمات کی رو سے کسی غیر مسلم کو تو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مثلاً عیسائی سے یہودی، یہودی سے کمیونسٹ، ہندو سے سکھ، مجوسی یا دہریہ ہو جائے یا اللہ تعالیٰ اگر توفیق دے تو مسلمان ہو سکتا ہے مگر مسلمان ہونے کا مطلب اللہ اور اس کے رسول صلی

اللہ علیہ وسلم سے حلف وفاداری ہے اور ترک اسلام کا مطلب اللہ تعالیٰ سے بغاوت ہے۔ ظاہر ہے کہ کوئی حاکم اپنے ملازمین کو باغی ہونے اور بغاوت پر جمے رہنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔

اسی طرح شریعتِ محمدیہ میں ہر شخص کو یہ آزادی حاصل ہے کہ مسلمان ہو یا نہ ہو کوئی زبردستی نہیں ہے لیکن مسلمان ہونے کے بعد جبکہ وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حلف وفاداری اٹھا چکا ہے اسے دین اسلام چھوڑ کر باغی ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر وہ سمجھانے پر بھی باز نہیں آتا تو ایسے باغی کے لیے سزا موت تجویز ہے۔ اسلام کسی مسلمان کو مذہب کی تبدیلی کی اجازت نہیں دیتا۔ ایک اسلامی ریاست میں غیر مسلم اقلیتی گروہ کو اپنی مرضی کے مطابق عبادت کرنے کا مکمل حق اور تحفظ حاصل ہے۔ اس سلسلے میں اسلام قطعاً کوئی پابندی عائد نہیں کرتا۔ خلافتِ راشدہ میں اسلامی سلطنت نے بہت زیادہ وسعت حاصل کی۔ ہر جگہ مسلمانوں نے غیر مسلموں کو اپنے اپنے مذہب پر آزادی سے عمل کرنے کی اجازت دی۔ جن لوگوں سے صلح کے معاہدے ہوئے ان معاہدوں میں مذہبی آزادی اور آزادئ فکر کا برملا ذکر ملتا ہے۔

Aritcle 19

> Everyone has the right to freedom of opinion and expression; this right includes freedom to hold opinions without interference and to seek, receive and impart information and ideas through any media and regardless of frontiers.
>
> ”ہر فرد کو آزادئ اظہارِ خیال کا حق حاصل ہے اور اس میں کسی مداخلت کے بغیر کوئی بھی رائے رکھنے، کسی بھی ذریعہ سے اور سرحدوں کا لحاظ کیے بغیر خیالات اور معلومات حاصل کرنے اور پہنچانے کا حق بھی شامل ہے“

آزادئ اظہار خیال کا حق کا خلفائے راشدین نے اپنی رعیت کو دے رکھا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ایک عام آدمی اٹھ کر خلیفہ وقت سے یہ کہہ دیا تھا کہ ہم تمہاری بات نہیں سنیں گے۔ اور خلیفہ وقت کو اس آدمی کو تسلی بخش جواب دینے کے بعد گفتگو کا موقع ملا۔ اس طرح کی متعدد مثالیں موجود ہیں جو خلافتِ راشدہ میں اظہار خیال کی آزادی کا ثبوت ہیں۔ لیکن پھر بھی یہ آزادی کچھ حدود وقیود میں ہی ہو سکتی ہے۔ ایسی باتوں کی اجازت نہیں دی جاسکتی جو دوسروں کے جذبات کو مجروح کرے۔

اس شق پر بہترین تبصرہ کرتے ہوئے مولانا اشفاق احمد لکھتے ہیں کہ آزادی رائے واظہار کے علمبرداروں سے ایک سوال ہے کہ آپ کی آزادی رائے واظہار سے کیا مراد ہے؟ اس آزادی رائے واظہار کے لیے کوئی شرائط وقیود بھی ہیں یا نہیں؟ اگر شرائط و قیود ہیں تو وہ کیا ہیں؟ ظاہر ہے کہ کسی کو بھی مادر پدر آزاد قسم کی آزادی رائے کا حق نہیں دیا جاسکتا۔ کسی مہذب ملک میں آزادی رائے واظہار کے لیے حسب ذیل شرائط عائد کی جاتی ہیں۔

1. آزادی رائے کو حکومت کے خلاف بغاوت پر اکسانے کے لیے استعمال نہ کرے۔

2. ایسی کارروائیاں نہ کرے جس سے امن عامہ کا مسئلہ پیدا ہو۔
3. اس سے لوگوں کا امن و سکون غارت نہ ہو۔
4. کسی کے نجی معاملات میں مداخلت نہ کرے۔
5. کوئی ایسی تنظیم نہ بنائے جو ملکی قوانین کے خلاف ہو۔
6. ایسی تحریر و تقریر جس سے اکثریت کے جذبات مجروح ہوتے ہوں اجتناب کرے۔

اسلام کسی شخص کو دوسرے کے مذاہب پر تنقید کی اجازت نہیں دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ"[26]

"اور گالی مت دو ان کو جن کی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیونکہ پھر وہ براہ جہل حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے"

اوپر جن شرائط کا ذکر ہوا ہے یہ بھی اس شق کا حصہ ہو جائیں۔ ورنہ یہ شق امن عامہ کی تباہی، نفرتوں اور فساد کے فروغ کا سبب ہے۔ ایسی ہی بے مہار آزادی کا سہارا لیتے ہوئے سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین نے اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کی ہے اور ان دونوں گستاخوں کو یہود وہنود اور نصاریٰ کی مکمل پشت پناہی اور تحفظ حاصل ہے۔ اگر اسلام کے بنائے ہوئے قوانین کو مانا جائے تو ایسے گستاخوں کا وجود دنیا میں فسادات پھیلانے کے لیے باقی نہ رہے گا۔ ماضی قریب میں ڈنمارک کے اخبارات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخانہ کارٹونز شائع کر کے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا۔ یہاں بھی اسی بے مہار آزادی اظہار کا سہارا لیا گیا۔

ان توہین آمیز کارٹونوں کے ذریعے جہاں ناموسِ رسالت پر حرف آیا ہے وہیں اللہ کے آخری دین اور اکمل شریعت کی بے حرمتی کا بھی ارتکاب کیا گیا ہے۔ ان کارٹونوں کے ذریعے فرامین نبوی اور ایاتِ قرآنی کی تضحیک کے علاوہ اسلام سے دیگر مذاہب کو بدترین تعصب میں مبتلا کرنے کے لیے یہودیوں کے بارے میں بعض واقعات کی مضحکہ خیز منظر کشی بھی کی گئی تا کہ دیگر مذاہب کے ماننے والوں کو اسلام سے بدظن کیا جائے۔ یہ تمام خاکے اس امر کا بھی واضح ثبوت ہیں کہ اسلام کو قبول کرنے کی جو روایت امریکہ اور یورپ میں جڑ پکڑ رہی ہے اس سے اسلام دشمن بری طرح خائف ہیں اور وہ ہر حیلے بہانے سے اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کے آگے بند باندھنا چاہتے ہیں اسی لیے وہ اسلام کو دہشت گردی، تنگ نظری اور تعصب وجبر کا دین ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔[27] اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ"[28]

"وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھادیں اور اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچانے والا ہے۔ گو کافر بُرا مانیں"

جہاں تک ڈنمارک کے قوانین کا تعلق ہے تو اس حرکت میں اس کے اپنے طے شدہ کئی قوانین کی مخالفت پائی جاتی ہے مثلاً ڈنمارک کے کریمنل کوڈ کے سیکشن 140 کے مطابق:

"ہر وہ شخص جو ملک میں قانونی طور پر مقیم کسی فرد یا کمیونٹی کے مذہب یا عبادات اور دیگر مقدس علامات کی تضحیک کرے گا، اسے زیادہ سے زیادہ چار ماہ کی قید یا جرمانہ کی سزا دی جاسکے گی"[29]

غور طلب امر یہ ہے کہ جیلانڈ پوسٹن نامی اخبار اور اس کے ایڈیٹر کو اس قانون سے کیوں بالاتر رکھا جارہا ہے؟ جبکہ ڈنمارک کی سرکاری ویب سائٹ پر خود اس قانون کے تحت کارروائی کرنے کا امکان ظاہر کیا گیا ہے لیکن ابھی تک کسی قانونی اقدام سے گریز کا رویہ زیر عمل ہے۔ ایسے ہی ڈنمارک کے پینل کوڈ کے سیکشن 266 کے مطابق:

"ایسا کوئی بھی بیان یا سرگرمیاں جرم ہیں، جو کسی بھی کمیونٹی کے افراد کے لیے رنگ، نسل، قومیت، مذہب یا جنس کے حوالے سے دل آزار ہوں"[30]

ڈنمارک کے یہ اخبارات و جرائد اس دفعہ کی خلاف ورزی کے مرتکب بھی ہوئی قانون حرکت میں نہیں لایا جارہا۔ مزید برآں ڈنمارک کے آئین میں آزادیٔ اظہار کے حوالے سے سیکشن 77 کی رو سے:

"ہر شخص اپنے خیالات کے اظہار اور انہیں چھاپنے کی مکمل آزادی ہے۔ لیکن وہ اپنے خیالات کے حوالے سے کورٹ آف جسٹس کو ضرور جواب دہ ہے"[31]

اگر ان اخبارات کی اس حرکت کو آزادیٔ اظہار کے زمرے میں لانے کو بھی بفرضِ محال تسلیم کرلیا جائے تب بھی کورٹ آف جسٹس نے دنیا بھر کے مظاہروں کے باوجود ان اخبارات سے پرسش میں جو گریز کیا ہے وہ معنی خیز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ آزادیٔ اظہار کے نام پر اسلام اور بانیٔ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرنے کی ناپاک سازش کی ایک کڑی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں اس طرح کی ہرزہ سرائی کی قطعاً اجازت نہیں ہے بلکہ دوسرے مذاہب اور ان کے ماننے والوں کے جذبات کا احساس کرنے کی تعلیم ملتی ہے۔

Aritcle 20

1. Everyone has the right to freedom of peaceful assembly and association.
2. No one may be compelled to belong to an association.

"۱۔ ہر فرد کو پرامن اجتماع و تنظیم کا حق حاصل ہے۔

۲۔ کسی کو کسی خاص تنظیم سے وابستہ ہونے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا"

اسلام ہر کسی کو پرامن اجتماع کی اجازت دیتا ہے۔ اس پر کوئی پابندی عائد نہیں کرتا۔ خلافتِ راشدہ میں مسلمانوں اور غیر

مسلموں کے اپنے اپنے اجتماعات منعقد ہوتے رہے ہیں۔ پانچ وقت کی نماز، نماز جمعہ، عیدیں اور حج وغیرہ کے اجتماعات پر امن ہوتے ہیں صحابہ کرام اور خود خلفاء راشدین ایسے اجتماعات کا حصہ ہوتے تھے۔ اسی طرح غیر مسلم اپنے اپنے تہواروں کے موقع پر اجتماعات منعقد کرتے تھے تو کسی پر کوئی پابندی نہیں تھی۔

Aritcle 21

1. Everyone has the right to take part ini the government of his country, directly or through freely chosen representatives.
2. Everyone has the right to equal access to public service in his country.
3. The will of the people shall be the basis of the authority of government; this will shall be expressed in periodic and genuine electinos which shall be by universal and equal suffrage and shall be held by secret vote or by equivalent free voting procedures.

"۱۔ ہر فرد کو اپنے ملک کی حکومت میں براہِ راست یا منتخب نمائندوں کے ذریعہ شرکت کا حق ہے۔

۲۔ ہر فرد کو اپنے ملک کی سرکاری ملازمت کے حصول کا مساوی حق حاصل ہو گا۔

۳۔ حکومت کے اختیار کی اصل بنیاد عوام کی خواہش و مرضی ہو گی جس کا اظہار انتخابات کے ذریعے آزادانہ رائے شماری اور خفیہ رائے دہی کی صورت میں ہو گا"

حقیقت یہ ہے کہ اسلام ہی نے پہلی بار ریاستی امور اور خلافت میں عام انسانوں کے حق کو رواج دیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم منصب رسالت کے باعث شہری مملکت کے سربراہ بھی تھے۔ لیکن آپ کی رحلت کے بعد شہریوں کو اپنا حکمران خود انتخاب کرنے کا مواقع ملا چنانچہ خلفائے راشدین کے انتخاب میں مسلمانوں نے براہ راست یا بالواسطہ طور پر بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حضرت ابو بکر کا انتخاب ابتدائی طور پر ایک ایسے اجتماع میں ہوا جہاں نہ صرف انصار کے سرکردہ لیڈر موجود تھے بلکہ مہاجرین کے مختلف معتبر اور غیر متنازعہ شخصیات بھی تھیں۔[32]

پھر جو فیصلہ ہوا اور مسجد نبوی میں اس کی توثیق کی گئی اور جب مسلمانوں نے جوق در جوق حضرت ابو بکر کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس سے بڑھ کر ستم ظریفی کیا ہو سکتی ہے کہ ہاتھ اٹھانے یا بیلٹ پر نشان لگانے کو تو جمہوریت کا نام دے دیا جائے اور اس کا راگ الاپا جائے اور بیعت کو جس کے ساتھ حقوق و ذمہ داریاں پیوستہ ہوں، قصہ پارینہ قرار دے دیا جائے۔ ہاں یہ درست ہے کہ ابو بکرؓ اپنے دور خلافت کے آخری ایام میں چند اصحاب الرائے سے مشورہ کرنے کے بعد حضرت عمرؓ کا نام تجویز کیا اور اس کے ساتھ اس بات کا اہتمام کیا کہ عہد نبوی میں ایک اجتماع عام میں تقریر کرتے ہوئے یہ فرمایا:

"کیا تم اس شخص پر راضی ہو جسے میں اپنا جانشین بنا رہا ہوں خدا کی قسم میں نے اپنی رائے قائم کرنے کیلئے اپنے ذہن پر دباؤ

ڈالنے میں کوئی کمی نہیں کی ہے اور اپنے کسی رشتہ دار کو نہیں بلکہ عمر بن الخطاب کو جانشین مقرر کیا ہے لہذا تم ان کی سنو اور اطاعت کرو۔ اس پر لوگوں نے کہا ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے "[33]

حضرت عمر نے اپنی وفات کے وقت خلافت کا فیصلہ کرنے کیلئے ایک انتخابی مجلس مقرر کی اور فرمایا:

"جو شخص مسلمانوں کے مشورے کے بغیر زبردستی امیر بننے کی کوشش کرے اسے قتل کر دو۔ اس کے ساتھ انہوں نے اپنے بیٹے کو خلافت کے استحقاق سے صاف الفاظ میں مستثنیٰ کر دیا تا کہ خلافت ایک موروثی منصب نہ بن جائے "[34]

یہ انتخابی مجلس ان چھ اشخاص پر مشتمل تھی جو حضرت عمر کے نزدیک قوم میں سب سے زیادہ با اثر اور مقبول عام تھے۔ آخر کار اس مجلس نے اپنے ایک رکن عبدالرحمن بن عوف کو خلیفہ تجویز کرنے کا اختیار دے دیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے خلافت کا اعلان اس وقت کیا جب انہوں نے چل پھر کر معلوم کرنے کی کوشش کی کہ عوام کا رجحان زیادہ تر کس طرف ہے اور وہ اس استصواب عام سے اس نتیجے پر پہنچے کہ اکثر لوگ حضرت عثمان کے حق میں ہیں۔[35]

حضرت عثمان کی شہادت کے وقت کچھ لوگوں نے حضرت علی کی بیعت کرنا چاہی تو آپ نے کہا تمہیں ایسا کرنے کا اختیار نہیں ہے یہ تو اہل شوریٰ اور اہل بدر کے کرنے کا کام ہے جس کو اہل شوریٰ اور اہل بدر خلیفہ بنانا چاہیں گے وہی خلیفہ ہو گا پس ہم جمع ہوں گے اور اس معاملے پر غور کریں گے۔[36] طبری کی روایت میں حضرت علی کے الفاظ یہ ہیں:

"فان بیعتی لاتکون خفیاً ولا تکون الاعن رضی المسلمین"[37]

"میری بیعت خفیہ طریقہ سے نہیں ہو سکتی یہ مسلمانوں کی مرضی سے ہی ہونی چاہیے"

مولانا مودودی ان واقعات کے تناظر میں لکھتے ہیں:

"خلافت کے متعلق خلفائے راشدین اور اصحاب رسول کا متفق علیہ تصور یہ تھا کہ یہ ایک انتخابی منصب ہے جسے مسلمانوں کے باہمی مشورے اور ان کی آزادانہ رضامندی سے قائم ہونا چاہیے "[38]

Aritcle 22

Everyone, as a member of society, has the right to social security and is entitled to realization, through natinal effort and international co-operation and in accordance with the organization and resources of each State of the economic, social and cultural rights indispensable for his dignity and the free development of his personality.

"ہر فرد کو اپنی باوقار زندگی اور تعمیر شخصیت کے لیے سماجی تحفظ کا حق ہو گا اور وہ قومی مساعی اور بین الاقوامی تعاون کے ذریعہ اور ہر ریاست کے وسائل کے مطابق معاشی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کا مستحق ہو گا"

Aritcle 23

1. Everyone has the right to work, to free choice of employment, to just and favourable conditions of work and to proecction against unemployment.

2. Everyone, without any discriminations, has the right to equal pay for equal work.
3. Everyone who works has the right to just and favourable remuneration ensuring for himself and his family an existence worthy of human dignity, and supplemented, if necessary, by other means of social protection.
4. Everyone has the right to form and to join trade unions for the protection of his interests.

"۱۔ ہر فرد کو کام کرنے، اپنی پسند کا پیشہ منتخب کرنے، بہتر اور منصفانہ شرائط کار حاصل کرنے اور بیروزگاری سے تحفظ پانے کا حق ہوگا۔

۲۔ ہر فرد کو بلا امتیاز یکساں کام کی یکساں اجرت ملے گی۔

۳۔ ہر فرد کو بہتر اور منصفانہ معاوضہ حاصل کرنے کا حق ہے جو اس کی ذات اور اس کے خاندان کے لیے باعزت زندگی بسر کرنے کے ضمانت فراہم کر سکے اور ضروری ہو تو اس کے سماجی تحفظ کے لیے کچھ دوسرے ذرائع بھی مہیا کیے جائیں۔

۴۔ ہر فرد کو اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے ٹریڈ یونین بنانے اور ان میں شامل ہونے کا حق حاصل ہوگا"

Aritcle 24

Everyone has the right to rest and leisure, including reasonable limitation of working hours and periodic holidays with pay.

"ہر فرد کو راحت و آرام، تفریح، اوقات کار کے معقول تعین اور تنخواہ کے ساتھ چھٹیوں کا حق ہوگا"

ان دفعات میں بیان کردہ حقوق خلافتِ راشدہ میں عوام الناس کو حاصل تھے۔

خلفائے راشدین کے انتخاب میں عوام الناس نے براہ راست حصہ لیا۔ اور عوام خلیفہ کا احتساب کرنے کا حق بھی استعمال کرتے تھے۔ تمام لوگوں کو سماجی تحفظ حاصل تھا۔ کسی فرد کو زبردستی فوج میں بھرتی نہیں کیا جاتا تھا۔ بلکہ یہ عوام کی آزادانہ مرضی پر منحصر تھا۔ چھٹیوں پر آنے والے فوجیوں کو بھی تنخواہ ملا کرتی تھی۔ اس حق کو سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے رواج دیا۔ اسی طرح ریٹائر ہونے والے افراد کو پنشن دینے کی ابتدا بھی خلافت راشدہ میں ہوئی۔ یہاں تک بوڑھے اور معذور ذمیوں کو جزیہ سے مستثنیٰ قرار دیا جاتا تھا۔[39]

Aritcle 25

1. Everyone has the right to a standard of living adequate for the health and well-being of himself and of his family, including food, clothing, housing and medical care and necessary social services, and the right to security in the event of unemployment, sickness, disablity, widowhood, old age or other lack of livelihood in circumstances beyond his control.
2. Motherhood and childhood are entitled to sepcial care and assistance All children, whether born in or out of wedlock, shall enjoy the same social protection.

"ا۔ ہر فرد کو اپنی اور اپنے اہل خاندان کی صحت و خوشحالی کے لیے معقول معیارِ زندگی برقرار رکھنے کا حق حاصل ہے جس میں خوراک، لباس، رہائش، طبی امداد، ضروری سروس، بیروزگاری، بیماری، معذوری، بیوگی، بڑھاپے اور اسی نوعیت کے دوسرے حالات میں تحفظ بھی شامل ہے۔

۲۔ زچگی و شیر خوارگی کو خصوصی توجہ اورامداد کا مستحق سمجھا جائے گا اور تمام بچوں کو خواہ وہ جائز ہوں یا ناجائز یکساں سماجی تحفظ حاصل ہوگا"

اس دفعہ میں بیان شدہ تمام حقوق اسلام کے عطا کردہ ہیں۔ یہ حقوق عملاً خلافتِ راشدہ میں لوگوں کو ملتے رہے ہیں۔ کفالت عامہ کے اسلامی تصورات درج ذیل ہیں:

1. کفالت عامہ سے مراد یہ ہے کہ دارالاسلام میں بسنے والے ہر انسان کی بنیادی ضروریات زندگی کی تکمیل کا انتظام وانصرام کیا جائے اور یہ اہتمام اس حد تک ہو کہ کوئی فرد ان بنیادی ضروریات سے محروم نہ رہے اور ان ضروریات میں غذا، لباس، مکان اور علاج لازماً شامل ہیں۔
2. شریعت اسلامی ریاست کو تمام شہریوں کا سرپرست (ولی) قرار دیتی ہے۔ سرپرستی کا اولین تقاضا ہی یہ ہے کہ شہریوں کو بنیادی ضروریات بہم پہنچائی جائیں۔

"اللہ ورسولہ مولیٰ من لا مولی لہ"[40]

کفالت عامہ کی ذمہ داری صرف مسلمان شہریوں تک محدود نہیں تھی بلکہ عہد خلافت راشدہ غیر مسلم رعایا کو بھی وہی حیثیت حاصل تھی جو مسلمانوں کو تھی۔ حضرت عمرنے بیت المال کے نگران کی یہ ذمہ داری لگائی تھی کہ ان کی ضروریات کا پتہ کرے ان کی ضروریات کی تکمیل کا اہتمام کیا جائے۔ آپ (حضرت عمرؓ) نے ایک بوڑھے کا جو جزیہ کی وجہ سے بھیک مانگ رہا تھا ہاتھ پکڑا اسے اپنے گھر لے گئے اور گھر میں سے لا کر اسے کچھ دیا پھر آپ نے بیت المال کے خزانچی کو بلوایا اور ان سے کہا اس کا اور اس جیسے دوسرے افراد کا خیال رکھو۔ کیونکہ خدا کی قسم یہ بات انصاف سے بعید ہے کہ ہم ان کی جوانی میں ان سے جزیہ وصول کریں اور بڑھاپے میں انہیں بے سہارا چھوڑ دیں۔[41]

شام کے سفر میں آپ کو راستہ میں کچھ عیسائی ملے جو جذام میں مبتلا تھے۔ آپ نے ان کی معذوری کے پیش نظر ان کیلئے روزینہ جاری کرنے کا حکم جاری کر دیا۔[42] درج بالا واقعات سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام نے کفالت عامہ کے جو تصورات آج سے پندرہ سو سال قبل دیے تھے۔ اقوام متحدہ نے بھی UDHR میں انہی امور کا ذکر کیا ہے۔ اس دفعہ کے دوسرے حصہ کے مطابق اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بچہ کو بہر حال سماجی تحفظ ملے گا کیونکہ ولد الحلال یا ولد الحرام ہونے کا

اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ہاں اس کا نسب ضرور مجروح ہو گا۔ لیکن اسلامی معاشرہ میں عورت کو بغیر نکاح کے بچہ پیدا کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی اور اگر کوئی عورت ایسا کرتی ہے تو اسے اسلامی حدود کے تحت سزا ملے گی۔ ایسی بدکار عورت کو اسلام کوئی تحفظ فراہم نہیں کر سکتا۔ البتہ اس سزا پر عمل درآمد حاملہ عورت کے وضع حمل کے بعد ہوتا ہے۔اس کی مثالیں عہد نبویؐ اور عہد خلفائے راشدین میں موجود ہیں۔

اگر عورت کو برائی کی سزا نہ دی جائے گی تو خاندانی نظام تباہ ہو کر رہ جائے گا اور بدکاری اور بے راہ روی معاشرے کو بگاڑ کر رکھ دے گی۔اس کی واضح صورت امریکہ اور دوسرے مغربی ممالک میں دیکھی جاسکتی ہے۔ جہاں بدکاری اور برائی عام ہو چکی ہے اور پیدا ہونے والے کو یہ علم نہیں ہوتا کہ اس کا باپ کون ہے اور عورتیں شادی سے قبل ہی مائیں بن چکی ہوتی ہیں۔اس عالمی قانون کو مسلمان ممالک میں نافذ نہیں کیا جاسکتا مگر تمام اسلامی ممالک سے اس قانون کو ماننے کا تقاضا کیا جارہا ہے۔

Aritcle 26

1. Everyone has the right to education. Education shall be free, at least in the elementary and fundamental stages. Elementary education shall be compulsory. Technical and professinal education shall be made generally available and higher educatino shall be equally accessible to all on the basis of merit.
2. Education shall be directed to the full development of the human personality and to the strengthening of respect for human rights and fundamental freedoms. It shall promote understanding, tolerance and friendship among all nations, racial or religious groups, and shall further the activities of the United Nations for the maintenance of peace.
3. Parents have a prior right to choose the kind of education that shall be given to their children.

"۱۔ ہر فرد کو حصولِ تعلیم کا حق حاصل ہے۔

۲۔ تعلیم کا مقصد انسانی شخصیت کی مکمل تعمیر اور انسانی حقوق و آزادیوں کے احترام کو مستحکم بنانا ہو گا۔

۳۔ والدین کو اپنے بچوں کے لیے نوعیت تعلیم کے انتخاب کا حق حاصل ہو گا"

Aritcle 27

1. Everyone has the right freely to participate in the cultural life of the community, to enjoy the arts and to share in scientific advancement and its benefits.
2. Everyone has the right to the protection of the moral and material interests resulting from any scientific, literary or artistic production of which he is the author.

"۱۔ ہر فرد کو معاشرہ کی ثقافتی زندگی میں آزادانہ حصہ لینے، علوم و فنون سے لطف اندوز ہونے اور سائنسی ترقی کے ثمرات سے متمتع ہونے کا حق ہے۔

۲۔ ہر فرد کو اپنی سائنسی، ادبی یا فنی تخلیقات کے اخلاقی و مادی ثمرات کے تحفظ کا حق حاصل ہے“

ان دفعات میں بیان شدہ حقوق میں حصول علم کا حق، ثقافتی زندگی میں حصہ لینے کا حق وغیرہ ایسے حقوق ہیں جن کی اسلام نہ صرف اجازت دی ہے بلکہ حکم دیا ہے۔ حصول علم ہر مسلمان پر فرض قرار دیا گیا۔ خلفائے راشدین نے علم کی ترویج و اشاعت کے لیے بڑے کارنامے انجام دیے۔ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے علم کی ترویج و اشاعت کے لیے لوگوں کی تنخواہیں مقرر کیں اور طلباء کے لیے باقاعدہ وظائف مقرر کیے۔[43]

Aritcle 28

Everyone is entitled to a social and international order in which the rights and freedoms set forth in this Declaration can be fully realized.

”ہر فرد ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی ماحول میں زندگی بسر کرنے کا مستحق ہے جس میں منشور کے ان حقوق اور آزادیوں سے بہرہ ور ہونے کی ضمانت ہو“

Aritcle 29

1. Everyone has duties to the community in which alone the free and full development of his personality is possible.

2. In the exercise of his rights and freedoms, everyone shall be subject only to such limitations as are determined by law solely for the purpose of securing due recognition and respect for the rights and freedoms of others and of meeting the just requirements of morality, public order and the general welfare ini a democratic soceity.

3. These rights and freedoms may in no case be exercised contrary to the puposes and principles of the United Nations.

”۱۔ ہر فرد پر اس معاشرے کی طرف سے ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں جس میں رہ کر ہی اس کی شخصیت کی آزادانہ اور مکمل نشوونما ممکن ہے۔

۲۔ اپنے حقوق اور آزادیوں کے سلسلہ میں ہر شخص صرف قانون کی عائد کردہ ان پابندیوں کے دائرہ میں رہے گا جن کا مقصد دوسروں کے حقوق اور آزادیوں کے احترام کو یقینی بنانا ہے۔

۳۔ ان حقوق اور آزادیوں کا اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے منافی استعمال نہیں کیا جاسکتا“

Aritcle 30

Nothing in this Declaration may be interpreted as implying for any State, group or person any right to engage in any activity or to perform any act aimed at the destruction of any of the rights and freedoms set forth herein.[44]

”اس منشور کے کسی بھی حصے کی ایسی تعبیر نہیں کی جاسکے گی جس کا مقصد کسی بھی ریاست، گروپ یا فرد کو کسی ایسی سرگرمی میں مصروف ہونے کا حق دلانا ہو، جس کے ذریعے وہ ان متعین حقوق اور آزادیوں ہی کا صفایا کر دے“

خلاصہ بحث

اس منشور میں جن حقوق اور آزادیوں کا اعلان کیا گیا ہے انھیں بعد میں دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ ایک فہرست میں معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق کو یکجا کر دیا گیا اور دوسری فہرست میں شہری اور ریاستی حقوق کو۔ جنرل اسمبلی نے ۱۹٦٦ء میں ان دو عہد ناموں(Covenents) کی منظوری دی اور رکن ریاستوں کی صوابدید پر چھوڑ دیا کہ جو ملک رضا کارانہ طور پر ان حقوق کو تسلیم کرتا ہو وہ ان دو عہد ناموں پر دستخط کر دے۔ اس منشور میں بیان شدہ جس بھی شق کا جائزہ لیا جائے اس میں بیان شدہ حقوق اسلام کے عطا کردہ اور خلفاء کے عملی نمونہ سے باہر نہیں ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کو محض عداوت کی بنا پر پسِ پشت ڈالا جارہا ہے اور انہیں تعلیمات سے مستفید ہو کر اسلام کا حوالہ دیے بغیر اپنا سٹکر لگا کر انہیں حقوق انسانی کے عالمی منشور کا نام دے دیا ہے۔ مگر اس منشور کو عملاً نافذ نہیں کیا جا سکا۔ اسلام کے ماننے والے تو یہ چاہتے ہیں کہ اس پر عمل ہو۔ اگر اس منشور پر بلا امتیاز عمل شروع ہو جائے تو دنیا میں ہونے والے مظالم سے انسانیت کو چھٹکارا مل سکتا ہے لیکن اس پر عمل درآمد ہونے سے وہی لوگ اس کی زد میں آئیں گے جو خالی نعروں پر یقین رکھتے ہیں اس لیے وہ کبھی بھی اس کا عملی نفاذ نہ ہونے دیں گے۔

تجاویز و سفارشات

اس تحقیق کے لئے درج ذیل تجاویز و سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

1. دینِ اسلام کے متعین نظام حقوق کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ عوام الناس منشورِ حقوق انسانی کی اصل کو پالیں۔
2. تصورِ حقوق کے لزوم کے ساتھ تصورِ فرائض کو اجاگر کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔
3. اسلام کے متعین کردہ حقوق کو نکات کی صورت دفاتر اور پبلک مقامات پر آویزاں کیا جائے۔
4. حقوقِ بین الناس کی ادائیگی میں درپیش رکاوٹوں کو دور کرنے کی حکومتی سطح پر کاوش کی جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] حاکم، ابو عبد اللہ، **المستدرک علی الصحین**، دار الکتاب العربیۃ، بیروت، س-ن، ۳/۳۲۱

Ḥākim, Abū Abdullah, al-Mustadrak ʻAlī al-ṣaḥīḥayn, Dār al-Kitāb al-ʻArabīyah, Bayrūt, ۳/۳۲۱.

[2] الھندی، **کنز العمال**، ٦٦۰/۱۲، رقم الحدیث: ۳٦۰۱۰

al-Hindī, Kanz al-‘Ummāl, ١٢/٢٦٠, al-ḥadīth : ٣٦٠١٠.

[3]ابن قیم، الجوزیۃ **زاد المعاد فی ھدی خیر العباد** (تحقیق شعیب الارنوط) مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۸۹ء، ۴/۱۵۸

Ibn qیِm al-Jawzīyah, Zād al-ma‘ād fī Hudá Khayr al-‘ibād, Mu’assasat al-Risālah, Bayrūt, ١٩٨٩’, ۴/١٥٨.

[4]الھندی، **کنز العمال**، ۳/۱۰۳

al-Hindī, Kanz al-‘Ummāl, .۳/١٠۳

[5]البیھقی، **السنن الكبرى، كتاب قسم الفئ والغنيمة ، باب التسوية بين الناس فى القسمة**

al-Bayhaqī, al-sunan al-Kubrá, Kitāb Qism alf’y wa-al-ghanīmah, Bāb al-taswiyah bayna al-nās fī al-qismah.

[6]مسلم، **صحیح مسلم**، **كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الظلم المسلم**، رقم الحدیث:۶۵۴۱

Muslim ibn al-Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb al-Barr wa-al-ṣilah wa-al-Ādāb, Bāb taḥrīm al-ẓulm al-Muslim, raqm al-ḥadīth : .٦٥۴١

[7]ابو یوسف، **کتاب الخراج**، ص:۶۸

Abū Yūsuf, Kitāb al-Kharāj, ٦٨.

[8]طبری، **تاریخ طبری**، ۳/۴۶۲

al-Ṭabarī, al-tārīkh, ٣/۴٦٢.

[9]بخاری، **صحیح بخاری**، رقم الحدیث:۳۴۷۵

al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ Bukhārī, ḥadīth: ٣۴٧٥.

[10]ابن سعد، **الطبقات الکبری**، ۳/۳۴

Ibn Sa‘d, al-Ṭabaqāt al-Kubrá, ٣/٣۴.

[11]السیوطی، جلال الدین، **تاریخ الخلفاء** (مترجم: سید عبد الصبور طارق)، حراء پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص:۲۷۵

al-Suyūṭī , Jalāl al-Dīn, Tārīkh al-khulafā’, Ḥirā’ publcations, Lāhūr, ١٩٩٧’, .٢٧٥

[12]القرآن، ۲۴:۴

al-Qur’ān, ٢۴ : ۴.

[13]البیھقی، **السنن الکبری**، کتاب الحدود، باب ماجاء فی تحریم القذف، رقم الحدیث:۱۲۶۶۷

al-Bayhaqī, al-sunan al-Kubrá, Kitāb al-ḥudūd, Bāb mājā’a fī taḥrīm al-qadhf, al-ḥadīth : .١٢٦٦٧

14مودودی، **تفہیم القرآن**،۳/۳۴۷

Maudoodi, Tafhīm al-Qur'ān, .۳/۳۴۷

15سرخسی، امام شمس الدین السرخسی، **المبسوط**، مطبعۃ السعادۃ، مصر، ۱۳۲۴ھ

Sarakhsī, Imām Shams al-Dīn, al-Mabsūṭ, Maṭba'at al-Sa'ādah, Egypt, .۱۳۲۴

16پانی پتی، ثناء اللہ، قاضی، **تفسیر مظہری** (ترجمہ: عبد الدائم جلالی) دارالاشاعت، کراچی، ۱۹۹۹ء، ۸/۲۶۲

Pani Pati, Sana'ullah, tafsīr Maẓharī (t : 'Abd al-Dā'im Jalālī) Dār alāshā't, krājy, ۱۹۹۹', .۸/۲۶۲

17مودودی، **تفہیم القرآن**،۳/۳۴۸

Maudoodi, Tafhīm al-Qur'ān, .۳/۳۴۸

18ابن رشد، **بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد** مطبعۃ الاستقامۃ بالقاہرہ، ۱۹۷۰ء

Ibn Rushd, bidāyat al-mujtahid wa-nihāyat al-muqtaṣid Maṭba'at al-Istiqāmah, Cairo, .۱۹۷۰

19مودودی، **تفہیم القرآن**، ۳/۳۵۱-۳۵۰

Maudoodi, Tafhīm al-Qur'ān, .۳/۳۵۱-۳۵۰

20الطبری، **تاریخ طبری**، ۳/۲۷۴

al-Ṭabarī, al-tārīkh, .۳/۲۷۴

21ابن قدامہ، **المغنی**، مکتبہ الریاض الحدیثۃ الریاض، ۱۴۰۱ھ، ۱۹۸۱ء، ۸/۳۹۶

Ibn Qudāmah, al-Mughnī, Maktabat al-Riyāḍ al-ḥadīthah, al-Riyāḍ, ۱۹۸۱', .۸/۳۹۶

22ابن ھشام، **السیرۃ النبویۃ**، ۱/۶۵۷

Ibn Hishām, al-sīrah al-Nabawīyah, .۱/۶۵۷

23ترمذی، **السنن**، باب ماء جاء فی امان العبد والمرآۃ، رقم الحدیث: ۱۵۷۹

Tirmidhī, al-sunan, Bāb Mā' jā'a fī Amān al-'Abd wa-al-mar'ah, ḥadīth: .۱۵۷۹

24ہیکل، **عمر فاروق اعظم**، ص: ۵۶۷

Haykal, 'Umar Fārūq a'ẓm, .۵۶۷

25البیہقی، **السنن الکبری**، ۶/۱۶۸

al-Bayhaqī, al-sunan al-Kubrá, .۶/۱۶۸

[26] القرآن،٦:١٠٨

al-Qur'ān, ٦: .١٠٨

[27] ماہنامہ محدث، لاہور، مارچ ٢٠٠٦ء، ص:٧

Muḥaddis̱, Lāhūr, mārj ٢٠٠٦', .٧

[28] القرآن،٦١:٨

al-Qur'ān, ٦١: .٨

[29] ماہنامہ محدث، لاہور، ص:١٠

Muḥaddis̱, Lāhūr, .١٠

[30] ایضاً، ص:١١

Ibid, 11.

[31] ماہنامہ محدث، لاہور، ص:١٢

Ibid, 12.

[32] الطبری، **تاریخ طبری**، ص:١/١٨٤

al-Ṭabarī, al-tārīkh, .١/١٨٤

[33] ایضاً،٦١٨/٢

Ibid, 618:2.

[34] الطبری، **تاریخ طبری**، ٢٩٢/٣

al-Ṭabarī, al-tārīkh, 292:3.

[35] ایضاً،٢٩٦/٣

Ibid, 294:3.

[36] ابن قتیبہ، **الامامۃ والسیاسۃ**، ١/٤١

Ibn Qutaybah, al-imāmah wa-al-siyāsah, .١/٤١

[37] الطبری، **تاریخ طبری**، ٣/٤٥

al-Ṭabarī, al-tārīkh, .٣/٤٥

38مودودی، ابو الاعلیٰ، سید، **خلافت ملوکیت**، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۱۹۹۴ء، ص:۸۶

Maudoodi, khlāft mlūkiyat, Idārat Turjumān al-Qur’ān, Lāhūr, ۱۹۹۴’, .۸۶

39البلاذری، احمد یحییٰ، **فتوح البلدان**، دارالنشر، قاہرہ، ۱۹۵۷ء، ص:۱۳۵

al-Balādhurī, Aḥmad yḥyyā, Fattūḥ al-buldān, dārālnshr, Cairo, ۱۹۵۷’, Ṣ : .۱۳۵

40ابن ابی شیبہ، ابو بکر، عبد اللہ بن محمد، **الکتاب المصنف والحدیث والآثار**، مکتبہ الرشید، الریاض، ۱۴۰۹ھ، رقم الحدیث:۳۱۱۲۷

Ibn Abī shybh, ‘Abd Allāh ibn Muḥammad, al-Kitāb al-muṣannaf wa-al-ḥadīth wa-al-āthār, Maktabat al-Rashīd, al-Riyāḍ, ۱۴۰۹, ḥadīth : .۳۱۱۲۷

41ابو یوسف، **کتاب الخراج**، ص:۱۵۰-۱۵۱

Abū Yūsuf, Kitāb al-Kharāj, .۱۵۱-۱۵۰

42البلاذری، **فتوح البلدان**، ص:۱۲۵

al-Balādhurī, Fattūḥ al-buldān, .۱۲۵

43ابن جوزی، **مناقب عمر**، ص:۱۰۵

Ibn al-Jawzī, manāqib ‘Umar, .۱۰۵

44 *http: web.amnesty.org/pages/aboutai_udhr.eng*